باب۔ ۳۳

تجارت

قرآن: یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَأْکُلُوا أَمْوَالَکُم بَیْنَکُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَکُونَ تِجَارَۃً عَن تَرَاضٍ مِّنکُمْ۔
مسلمانو! تم آپس کے مال کو ناحق طور سے نہ کھاؤ، سوائے اس کے کہ باہم تجارت کی جارہی تو پھر جائز ہے،(النساء:۲۹)۔

یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُلُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ۔
اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے ان میں پاک چیزوں میں سے کھاؤ،(البقرۃ:۱۷۲)۔

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَۃً أَوْ لَھْوًا انفَضُّوا إِلَیْھَا وَتَرَکُوکَ قَائِمًا قُلْ مَا عِندَ اللَّہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ، وَاللَّہُ خَیْرُ الرَّازِقِینَ۔
اور لوگ جب تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپؐ کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں، آپؐ کہہ دیجیے کہ جو خدا کے پاس ہے وہ اس تماشے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ ہی بہتر روزی دینے والا ہے،(الجمعہ:۱۱)۔

حدیث: عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز، قبل اسلام سے بڑے تجارتی مرکز سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان بازاروں میں تجارت کو برا سمجھا۔ اس پر سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۹۸، لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّکُمْ، نازل ہوئی اور کہا گیا کہ یہاں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ راوی: ابن عباسؓ۔(صحیح بخاری:۱۹۲۳)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے اور خریدنے والے کو چاہیے کہ دونوں صاف صاف اور سچ سچ بولیں، تب ہی ان دونوں کی بیع میں برکت ہو گی۔ اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو دونوں کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ اور اس بات پر دونوں کو اختیار ہے، حتیٰ کہ دونوں جدا نہ ہوں۔ راوی: حکیم بن حزامؓ۔(صحیح بخاری:۱۹۵۱)۔

فرمان نبویؐ ہے کہ قسم کھانے سے مال بک تو جاتا ہے لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔ راوی: ابن مسیبؒ۔(صحیح بخاری:۱۹۵۹)۔

ارشادِ نبویؐ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ حلال یا حرام کس ذریعے سے اس نے مال حاصل کیا ہے۔ راوی: ابو ہریرہؓ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۳۲)۔

بیع صَرف (یعنی منی ایکسچینج) کے متعلق آنحضرتؐ کا فرمانا ہے کہ اگر یہ تجارت ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہے تو بہتر نہیں۔ راوی: ابو المنہالؒ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۳۳)۔

تجارت کے لیے بحری سفر کرنے کی ضرورت پڑے تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ایک بار رسول مکرمؐ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ بھی کیا تھا جو دریائی سفر کو نکلا اور اس نے اپنی ضرورت پوری کی۔ راوی: ابو ہریرہؓ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۳۵)۔

جب سورۃ البقرۃ کی آخری آیت نازل ہوئی تو نبی مکرمؐ نے انھیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔ راوی: حضرت عائشہؓ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۵۶)۔

ایک شخص نے اپنا سامان بازار میں لگایا۔ پھر قسم کھا کر کہنے لگا کہ اس کی اتنی قیمت مل رہی ہے، حالاں کہ اصل میں ایسا نہیں تھا۔ ایسی ہی دھوکہ دہی پر یہ آیت اتری، إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ [یعنی وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، (آل عمران: ۷۷)]۔ راوی: عبد الرحمٰن بن ابی اوفیؓ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۶۰)۔

نبی مکرمؐ نے فرمایا کہ بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدنے والے) کے درمیان اس وقت تک یہ اختیار ہے کہ (اپنے سودے کو جاری رکھیں) جب تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔۔۔ اگر دونوں ہی دھوکے سے بچیں اور صاف صاف سودا کریں تو دونوں کی بیع میں برکت ہو گی۔ راویان: ابن عمرؓ، حکیم بن حزامؓ، عبد اللہ بن دینارؒ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۷۹ تا ۱۹۸۶)۔

آنحضورؐ نے سواریوں سے غلہ (یا مال) خریدنے کے بعد وہیں پر بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے وہاں پر بیچو جہاں غلہ بکتا ہے (یعنی بازار میں)۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ غلہ (یا مال) کا جب تک تم کو باقاعدہ قبضہ نہ مل جائے اسے نہ بیچو۔ راوی: ابن عمرؓ۔ (صحیح بخاری: ۱۹۹۴)۔

رسول اکرمؐ نے اس سے منع کیا ہے کہ غلہ خرید کر اس کا قبضہ لینے سے پہلے بیچ دیں۔ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا، ایسا کیوں؟ انھوں نے کہا، یہ تو درہموں کا درہموں کے عوض بیچنا ہے۔ راوی: طاؤسؒ۔ (صحیح بخاری: ۲۰۰۲، ۲۰۰۳)۔

اہم فقہی پہلو:

تعریفات:

- مال یا کسی چیز کی دو فریقین کے درمیان باہم رضامندی سے تبادلے کو عربی میں ”بیع“ اور اردو میں ”تجارت“ کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے، وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا، اور اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے، (البقرۃ:۲۷۵)۔
- بیچنے والے کو ”بائع“ اور خریدنے والے کو ”مشتری“ کہتے ہیں۔ اور ان کے درمیان جو چیز رہتی ہے وہ ”مال“ ہے جس کی کچھ مالیت بھی ہوتی ہے۔ ”ثمن“ وہ قیمت ہے جو بیچنے والے اور خریدار کے درمیان طے پائے۔ چناں چہ مال کی قیمت اور خرید و فروخت پر مکمل اتفاق سے بیع منعقد ہوتی ہے۔

شرائط:

(۱) ایک ہی جنس کی خرید و فروخت ہو رہی تو دونوں کا بالکل برابر ہونا ضروری ہے، ورنہ یہ تجارت نہیں سود گردانا جائے گا۔ البتہ اگر دو مختلف اجناس کی تجارت ہو رہی ہو تو پھر ان میں تفاضل یا فرق لازمی بھی ہے اور جائز بھی۔ اس بیع کو دست بدست ہونا چاہیئے، ادھار درست نہیں۔

(۲) دوکان پر گندم، چاول یا چینی وغیرہ ڈھیر کی صورت میں رکھی ہے اور اس کی فروخت کے وقت بائع اگر یہ کہتا ہے کہ میں گندم کو اتنے روپے فی کلو فروخت کرتا ہوں تو یہ قیمت گندم کے اُس پورے ڈھیر کے لیے متصور ہو گی۔ اور حنفیہ کے پاس ایسا کرنا جائز ہے۔

(۳) زمین کا ایک ٹکڑا بیچا جارہا ہے، اور کہا یہ گیا کہ یہ زمین ۱۰۰ مرلے ہے اور اس کی جملہ قیمت ایک لاکھ ہے۔ لیکن بعد میں وہ زمین ۱۰۰ مرلے سے کم نکلی تو اب یہ خریدار پر منحصر ہے کہ اس بیع پر قائم رہتا ہے یا نہیں۔

(۴) گھر کی فروخت کی صورت میں ہر وہ چیز جو مستقلاً اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے جیسے، دروازے، شیشے، کھڑکیاں اور بجلی کی وائرنگ وغیرہ بیع کے معاہدے میں شامل خیال کی جائے گی، اگرچہ کہ ان سب کے نام نہ بھی لیے جائیں۔ جب کہ زرعی زمین کی تجارت میں ایسا نہ ہو گا۔ اس میں فصل یا پھل وغیرہ کی وضاحت ضرور کرنی ہو گی کہ یہ بیع میں شامل ہے یا نہیں۔

(۵) کسی منقولہ جائیداد کے لیے بیع کی گئی مگر اس کا قبضہ حاصل نہیں گیا تو ایسی جائیداد کو اس کے مکمل قبضے تک آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔ جب کہ غیر منقولہ جائیداد کو قبضے سے پہلے فروخت کیا جا سکتا ہے۔

(٦)مال کا بیچنے والے کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ایسے مال کی بیع فاسد قرار دی جائے گی۔ مثلاً، سمندر کی مچھلیوں کا ان کے پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا، ہوا میں اڑنے والے پرندوں کی بیع کرنا، حاملہ جانور کی فروخت کرنا، چاہے حمل کو مستثنٰی بھی کر دیا جائے۔ کیوں کہ یہ یقینی نہیں ہوتا کہ آیا حمل واقع ہوا بھی ہے یا نہیں۔

(٧)باغ میں پھل اگر درخت پر ظاہر ہو چکے ہوں اور ان سے فائدے یا نقصان کا پوری طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہو تو پکنے سے پہلے ان کا فروخت کرنا جائز ہے، ورنہ درست نہیں۔ درختوں پر پھل سرے سے ظاہر ہی نہ ہوئے ہوں تو اس صورت میں بیع کسی طور پر جائز نہیں۔

(٨)مال کو دیکھے بغیر خریدنا درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مال کی تمام تر تفصیلات وضاحت سے بتائی گئی ہوں۔ البتہ قبضے کے وقت وہ چیز اُس معیار پر نہ اترے تو بیع کی تنسیخ کا اختیار خریدار پر ہو گا۔

(٩) مطلق بیع، بے عیب ہونے کا تقاضہ کرتی ہے۔ ہر وہ چیز تجارت میں عیب شمار ہو گی جو ثمن میں کمی کا باعث ہو۔ مزید یہ کہ کسی بھی بیع کے طے شدہ قرار دیے جانے کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ کیوں کہ اس سے زیادہ پر حالات کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔

متفرق:

- کسی بھی بیع کا طے پا جانا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ، اے ایمان والو! اپنے وعدے کی ایفا کرو، (المائدہ:١)۔
- حرام اشیاء، مثلاً شراب وغیرہ کی تجارت کرنا حرام ہے۔
- اسی طرح چوری کے مال کی تجارت کرنا بھی حرام ہے۔